بے روزگاری اور غربت کے خاتمے کے لیے حکومت کی ذمہ داریاں-اسلامی تعلیمات کی روشنی میں-

The Responsibilities of Government in Combating the Unemployment and Poverty from Islamic Perspective

Dr. Asad Ullah
Lecturer Sharia, International Islamic University Islamabad
asadullah312@gmail.com

Khisrul Mulk Siddiqi
PhD Scholar, International Islamic University Islamabad
khisrulmulk555@gmail.com

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract

Unemployment and poverty are amongst the major challenges in today's era which have lapped most of the word's developed, underdeveloped as well as third world nations, especially in post-Covid19 situation, which has left millions of people in Pakistan and around the globe jobless. While the intensity of this challenge is ever-increasing, some developed countries have still managed to employ a temporary solution by providing allowances to the unemployed. To curb this issue Economists and countries around the world have proposed certain solutions but with limited success. Especially in the case of Pakistan, where the country is in such a devastating financial state, that it is delusional to think towards an effective solution. As an antidote, western experiments are being idealized and are tried to be benefited from. While on the contrary, we have got a universal solution including a perfect economic system in the form of religion Islam.

Islam had to face a lot of hurdles during the period of its establishment, but Prophet Mohammad S.A.W (Peace be upon him) exquisitely resolved before-mentioned problems and set an example for others as well. He taught and convinced Muslims to help the underprivileged and dependent people through brotherhood and hence established an exemplary socio-economic system. Islam has presented numerous everlasting and peaceful solutions to overcome this dilemma. The underlying article discusses this topic in further detail.

Keywords: Covid19, Unemployment, Poverty, Islam, Solutions.

تمہید

سال 2019ء کے آخر میں شروع ہونے والے کرونا کی بیماری نے پوری دنیا کو اپنے مہلک اثرات میں گھیر لیا ہے جس کا ازالہ کرنے میں کئی دہائیاں لگ سکتی ہیں۔ ان مہلک اثرات میں بے روزگاری بھی شامل ہے۔ چنانچہ کرونا سے پیدا ہونے والی کساد بازاری سے پاکستان میں لاکھوں لوگ، اور پوری دنیا میں کروڑوں لاگ بے روزگار ہو گئے ہیں۔ برطانوی نشریاتی ادارے (بی بی سی) کے مطابق پاکستان میں منصوبہ بندی کی وزارت کے ذیلی ادارے پاکستان انسٹیٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس (PIDE) نے کورونا وائرس کی وجہ سے معاشی سرگرمیوں پر منفی اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے ایک کروڑ سے زائد افراد کے بیروزگار ہونے کے خدشے کا اظہار کیا ہے[1]۔ دوسری طرف حکومتیں ان مسائل کو حل کرنے میں بادی النظر میں ناکام نظر آرہی ہیں۔ اس تناظر میں اس بیماری کے حل اور اس کے بارے میں اسلامی

تعلیمات پر عمل پیرا ہونا از حد ضروری ہے۔ دین اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس میں انسانی زندگی کی تمام ضروریات، مشکلات اور مسائل کا حل موجود ہے۔ دور حاضر میں انسانی زندگی کے ان اہم مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ بے روزگاری اور غربت کا مسئلہ ہے۔ جس سے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک یکساں طور پہ متاثر ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بعض ترقی یافتہ ممالک بے روزگاری الاؤنس کے ذریعے اس کا وقتی طور پر علاج کر دیتے ہیں مگر یہ اس مسئلے کا خاطر خواہ، مستقل اور دیرپا حل نہیں۔

دوسری جانب اسلام کو بھی ابتدائی دور میں ان جیسے مسائل سے دوچار ہونا پڑا کیونکہ ابتداء میں مکی معاشرے کے غریب، مالی طور پر کمزور اور غلاموں نے اسلام قبول کیا لیکن اسلام نے اس مسئلے کو احسن طریقے سے حل کر کے دوسروں کے لیے قابلِ تقلید نمونہ بنادیا، ترغیب وترہیب کے ذریعے مسلمانوں کو فقراء، مساکین اور محرومِ معاش افراد کی امداد پر آمادہ کیا اور مؤاخاۃ کی شکل میں افرادی کفالت کے لیے ایک بے نظیر نظام قائم کیا۔ اسلام نے اس مسئلے کے حل کے لیے مستقل اور پُرامن طریقے پیش کیے زیر نظر مقالہ میں اس بات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ دور حاضر میں اس بنیادي مسئلہ کے اسباب واقسام اور اسلام میں اس مسئلہ کا حل کیا ہے۔

بے روزگاری کے اقسام:

ماہرینِ معاشیات نے بے روزگاری کی چند اقسام ذکر کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱)متدائر یا عوامی بے روزگاری:

بے روزگاری کی یہ قسم تجارتی چکر(Cycle Trade) سے متعلق ہوتی ہے جس میں چند سال کی گرم بازاری کے بعد کساد بازاری کے دورے پڑتے ہیں کاروبار پوری تیز رفتاری کے ساتھ چل رہا ہوتا ہے کہ یکایک تاجر محسوس کرتے ہیں کہ جو مال ان کے گوداموں میں آرہا ہے وہ مناسب رفتار سے نہیں نکل رہا تو وہ فرمائشیں روک لیتے ہیں، صنّاع یہ حالت دیکھ کر مال کی تیاری سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے، سرمایہ دار قرض دینے سے گریز کرتا ہے اور پہلے کا دیا ہوا قرض واپس مانگنے لگتا ہے۔ اس صورتحال میں کارخانے بند ہونا شروع ہو جاتے ہیں، بے روزگاری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ یہ چکر(Trade Cycle) سرمایہ دارانہ نظام کے لیے ایک مستقل مرض بن چکاہے جس کا خاطر خواہ علاج دریافت نہیں ہوا۔ اس قسم کی بے روزگاری کو معاشی اصطلاح میں (Cyclical Unemployment) کہتے ہیں[(2)]۔

(۲)مزاحمتی بے روزگاری:

بے روزگاری کی یہ قسم طلب میں تبدیلی یا فنی ترقی کی وجہ سے ہوتی ہے جب موجودہ پیشوں میں لوگوں کی خدمات کی طلب گر جاتی ہے تو لوگ بے روزگار ہو جاتے ہیں اور لوگوں کو دوسرا پیشہ اختیار کرنے میں یقینا کچھ وقت لگ جاتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی نئ مشین دریافت ہوتی ہے تو لوگ بے روزگار ہوجاتے ہیں کیونکہ پہلے کئی آدمی جو کام کرتے ہیں مشین تنہا اسے ان سے احسن طریقے سے انجام دیتا ہے جس سے ان کی طلب گر جاتی ہے۔

(۳)موسمی بے روزگاری:

یہ بے روزگاری موسمی یا طبعی حالات میں حادثاتی تبدیلیوں سے واقع ہوتی ہے مثلاً سیلاب، سخت گرمی، وقت پر بارش نہ ہونا، زیادہ بارش، سخت سردی اور برف باری کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔

(۴)عذری بے روزگاری:

اس سے مراد وہ بے روزگاری ہے جو کسی عذر کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے مثلاً نابینا، اپاہج، یا پیر ٹوٹنے جیسے اعذار کی وجہ سے جو بے روزگار ہو جاتے ہیں۔

بے روزگاری کے مضر اثرات:

بے روزگار شخص اپنی کفالت نہیں کر سکتا نہ اس کے پاس زندگی گزارنے کے لیے مناسب رقم ہوتی ہے اگر کوئی رشتہ دار یا پڑوسی اس کو کچھ نہ دے تو کبھی وہ مجبوراً غلط راستہ اختیار کرلیتا ہے۔ بے روزگار شخص وہ ہوتا ہے جو ایمانداری سے محنت کر کے اپنی ضروریات پوری کرنا چاہتا ہے مگر اسے موقع نہیں ملتا، جس کی وجہ سے وہ غربت وافلاس میں گھرا رہتا ہے، معاش کی فکر میں سرگرداں رہنے کی وجہ سے وہ اپنی صحت اور نفسیاتی توازن کھو بیٹھتا ہے اگر وہ گھر میں اہلِ خانہ یا بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہے تو بھی ان پر بوجھ بننے کی وجہ سے ان سے مطابقت نہیں ہوتی اور جھگڑوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ایسے بے روزگار لوگ جنھوں نے اعلیٰ پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کی ہوتی ہے وہ ملک سے باہر چلے جاتے ہیں اور ملک ان کی اعلیٰ صلاحیتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور ناخواندہ اور غیر ہنر مند لوگ جب ہر جائز و ناجائز طریقہ اپنا کر بیرون ملک چلے جاتے ہیں تو باہر کے لوگوں پر وہ اپنے ملک کا غلط تاثر قائم کر لیتے ہیں۔ جو بے روزگار لوگ بیرون ملک نہیں جاتے وہ طویل بے روزگاری سے تنگ آکر یا تو خودکشی کر بیٹھتے ہیں یا جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ ہو لیتے ہیں، یہ لوگ ملک دشمن عناصر کے ساتھ مل کر ملکی امن برباد کرتے ہیں، بعض تعلیم یافتہ بے روزگار افراد اپنے ملک کے تخریبی عناصر کے ایجنٹ بن جاتے ہیں یا دشمن ملکوں کے جاسوس بن کر اپنے وطن کے خلاف کاروائی کرنے لگتے ہیں۔ گداگری، سمگلنگ، منشیات کا کاروبار، قمار بازی، اغواکاری، چوری، ڈاکہ زنی، شراب فروشی اور عصمت فروشی جیسے قبیح جرائم کی ایک بڑی وجہ ملک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری ہے۔

بے روزگاری کے اسباب:

اسلام میں بے روزگاری کا علاج ذکر کرنے سے پہلے اس کے اسباب کا جاننا ضروری ہے، تاکہ اسباب معلوم کر کے اس کا علاج کیا جائے۔

(۱)سرمایہ دارانہ نظام معیشت:

سرمایہ دارانہ نظام یورپ میں ایجاد ہوا اور یورپ ہی سے دنیا کے باقی حصوں میں پھیلا، اس کی فطری ارتقاء کے نتیجے میں دولت بتدریج چند ہاتھوں میں سمٹتی گئی اور غریب لوگ نانِ جویں کو ترسنے لگے، نتیجتاً سرمایہ داروں کو سستے مزدور آسانی سے ملنے لگے جس سے سرمایہ داروں کی دولت نے بے تحاشہ ترقی کی لیکن مزدور کی اجرت جوں کی توں رہی، جس سے غریبوں کا استحصال ہونے لگا۔ اہل مغرب نے اس نظام کی خرابیوں کو دور کرنے کی ٹھان لی لیکن تمام تر تغیرات، ترمیمات اور اصلاحات کے بعد بھی ابھی تک اس کے عیوب حسب سابق باقی ہیں، ابھی تک بے روزگاری کا علاج نہیں ہو سکا، بلکہ یہ مستقل طور پر معاشرے کے لیے دردِ سر بنا ہوا ہے۔ اس نظام کی وجہ سے مالدار اور غریب لوگوں میں خلیج بڑھتی گئی، تا آنکہ نوبت بایں جارسید کہ ایک طرف لاکھوں لوگ ضروریاتِ زندگی کو ترس رہے ہیں، غریب غریب تر ہوتے جا رہے ہیں اور کمزور اور نادار افراد بھوک سے مر رہے ہیں، فقراء و مساکین خورد و نوش کی بنیادی ضرورت سے بھی محروم ہیں اور ایک طبقہ عیش و عشرت، فضول خرچیوں اور دولت کی رنگ رلیوں میں مصروف ہے، ایک طبقہ کو اپنی زمینوں، آمدنی

اور دولت کا صحیح اندازہ بھی نہیں ہے اور ایک طبقہ ایک وقت کے کھانے کو ترس رہا ہے، ایک طبقہ کے شکاری کتوں کی سہولیات اور علاج پر خطیر رقم خرچ ہو رہی ہے دوسری طرف غرباء و مساکین اور ان کے لختِ جگر مناسب علاج نہ کرا سکنے، ماہر ڈاکٹر کے ساتھ مشورہ نہ کر سکنے اور دوائی کے لیے اخراجات نہ رکھنے کی وجہ سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہے ہیں اور ان کا پرسانِ حال نہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ سرکاری مراعات اور معاشی ترقی کے لیے سرکاری قرضے بھی انہی لوگوں کے لیے ہیں دوسری طرف انہی کے شہر میں بے شمار ایسے خاندان موجود رہتے ہیں جن کے سر چھپانے کے لیے جھونپڑی اور گرمی سے بچاؤ کے لیے سایہ دار جگہ میسر نہیں، شدید گرمی کے دنوں میں جب یہ لوگ سارا دن محنت و مزدوری کر کے اور سرمایہ داروں کی فیکٹریوں اور جاگیر داروں کی زمینوں میں خون پسینہ دے کر جب شام کو تھکے ماندے گھر لوٹتے ہیں تو ان کو برف کی ٹھنڈی مشروبات تو کجا، ٹھنڈا اور صاف پانی بھی میسر نہیں، روکھی سوکھی دال روٹی بھی صحیح مقدار اور مناسب معیار میں دستیاب نہیں، ان کے نونہالوں کی قسمت میں حصول علم کی بجائے بڑوں کے حقّے تازہ کرنا اور زندگی بھر رگڑیں کھا کھا کر اور گالیاں سن سن کر مفت میں خدمت کرنا ہے، کسی شاعر نے کیا ہی خوب طور سے اس مکمل نظام کو ایک شعر میں بیان کر کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

ہے ادھر بھی آدمی، ہے اُدھر بھی آدمی　　　　اس کے جوتے پر چمک، اس کے چہرے پر نہیں۔

سرمایہ دارانہ نظام کا یہ عیب بھی علیٰ حالہ ہے کہ ریاست، معاشرے اور مالدار طبقہ میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو ان لاکھوں کروڑوں لوگوں کی کفالت اور دستگیری کا ذمہ دار نہیں سمجھتا کوئی بھی ان کا ہاتھ بٹھانے کے لیے آگے نہیں بڑھتا۔ سرمایہ دارانہ نظام کا یہ ناسور بالذات یا بالواسطہ دنیا کے اکثر ملکوں پر حاوی ہے اس لیے دنیا کی پوری آبادی کی اکثریت فاقہ میں مبتلا ہے، دنیا کی نصف آبادی کے پاس نہ خوراک کے لیے روپیہ ہے، نہ علاج کے لیے دوا کی قیمت۔ کیونکہ سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے زمین کی مجموعی دولت بقدرِ ضرورت تمام انسانوں کے حصے میں نہیں آئی بلکہ چند مہاجنوں، کارخانہ داروں، جاگیر داروں اور سود خوروں میں بند ہو گئی۔ دولت اجتماعی زندگی کے لیے ایسی ہے جیسے بدن کے لیے خون، اگر بدن سے حاصل شدہ خون ایک عضو میں بند ہو جائے تو باقی اعضاء کی نشوونما کے لیے کچھ نہیں بچے گا۔ اسی طرح انسانیت بھی ایک واحد وجود کی طرح ہے اور مختلف طبقات مختلف اعضاء ہیں، اگر ایک طبقہ وسائلِ رزق پر قابض ہو جاتا ہے تو باقی طبقات کی محرومی یقینی ہو جاتی ہے[3]۔ خلاصہ یہ کہ بے روزگاری اور غربت اسی نظام کا بویا گیا بیج اور اسی نظام کا المیّہ ہے جب تک اس کے متبادل اسلام کے عادلانہ نظام سے اس کا مداوا نہ کیا جائے تو یہ معاشرہ انہی مسائل میں گھرا رہے گا۔

(۲) سودی معیشت:

بے روزگاری اور غربت کا دوسرا اہم سبب سود بھی ہے جو سرمایہ دارانہ نظام کی خشتِ اوّل ہے۔ اخلاقی اور روحانی حیثیت سے دیکھیے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ سود دراصل خود غرضی، بخل، تنگ دلی اور سنگ دلی جیسی صفات کا مجموعہ ہے۔ بادنیٰ تامل یہ بات ہر شخص کے ذہن میں آجاتی ہے کہ جس معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ خود غرضی کا معاملہ کریں، کوئی شخص اپنے ذاتی غرض اور فائدہ کے بغیر کسی کے کام نہ آئے، ایک آدمی کی حاجت مندی کو دوسرا فرد اپنے لیے نفع مندی کا موقع سمجھے اور اس کا پورا غلط فائدہ اٹھائے، ایسے معاشرے کے افراد میں آپس کی محبت کی بجائے بغض وحسد اور دوریاں نشوونما پائیں گی۔ معاشی حیثیت سے بھی اگر دیکھا جائے تو سودی قرضے کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ قسم جسے مجبور لوگ اپنی ضروریات پورا کرنے کے لیے لیتے ہیں۔ دوسرا وہ قرض

جو تجارت، صنعت اور زراعت وغیرہ کے لیے پیشہ ور لوگ لیتے ہیں۔ پہلی قسم کا قرض تو بدیہی طور پر ظلم اور ناانصافی ہے۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جس میں مہاجن افراد اور ادارے اس سود کے ذریعے ملک کے لاچار، غریب اور مجبور لوگوں کا خون نہ چوس رہے ہوں۔ اس قسم کا قرض ان کے لیے وبالِ جان بن جاتا ہے جس کی ادائیگی کے لیے وہ دوسرا تیسرا قرض لیتے جاتے ہیں اصل رقم سے کئی گنا زیادہ سود ادا کرنے پر بھی اصل رقم اسی طرح موجود رہتی ہے اس غریب مزدور کی محنت کا ثمرہ مہاجن افراد لے جاتے ہیں اور اس کے پاس اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے کافی روپیہ بھی نہیں بچتا۔ دھیرے دھیرے یہ چیز ان کارکنوں کی کام سے دل لگی کو فنا کر دیتی ہے کیونکہ ان کی محنت کا پھل جب دوسروں کو ملتا ہے تو ان کی کام سے دلچسپی ختم ہو جاتی ہے اور غریب لوگ احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس قرض کی کرشمہ سازی یہ ہے کہ چند افراد لاکھوں افراد کا خون چوس چوس کر موٹے تازے ہوتے چلے جاتے ہیں لیکن لاچار لوگ ان کے پنجہ استبداد کے تحت روز بروز مجبوری میں مزید دھنستے چلے جاتے ہیں۔(4) عالمی طاقتوں نے اسلامی حکومتوں کو جکڑنے کا یہ منصوبہ بنایا کہ ان کو سودی قرضوں کے بوجھ تلے گھیر لیا، چنانچہ عالمی بنک قائم ہوئے اور بھاری شرح سود پر حکومتوں کو قرضہ دینے لگے جس سے حکومتوں کا انحصار سودی قرضوں پر بہت بڑھ گیا۔ حکومت جو قرضے ان بنکوں سے لیتی ہے، ان کا سود بھی اس حکومت کے شہری ادا کرتے ہیں۔ حکومت مجبور ہوتی ہے کہ مختلف محاصل میں اضافہ کر کے ان قرضوں کو بمع سود ادا کرے اسی طرح ہر فرد گویا ان عالمی بینکوں کو قرضہ دینے میں شریک ہے۔

(۳)اجارہ داری:

سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت کی دوسری بنیاد اور غربت و بے روزگاری کی تیسری بڑی وجہ اجارہ داری ہے جس کے نتیجے میں میں چھوٹے چھوٹے کاروباری ادارے ختم ہو جاتے ہیں یا پھر سب مل کر دوسروں کا مقابلہ کرنے کے لیے بڑے بڑے کاروباری ادارے قائم کر لیتے ہیں اس سے اجارہ داری شروع ہو جاتی ہے۔ اجارہ دار کو یہ گوارا نہیں ہوتا کہ کوئی دوسرا بھی بازار میں اس جیسا مال لائے یا اس جیسی مصنوعات تیار کرے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پورے بازار پر اس کا قبضہ ہو تاکہ وہ لوگوں سے من مانی قیمت وصول کر سکے اور نتیجتاً لوگوں کو ہر طرح کی تنگی اور شدت سے دوچار کر کے ان کا جینا دوبھر کر دے، وہ دوسروں کے لیے اس بات کے مواقع ختم کر دیتا ہے کہ وہ بھی اس کی طرح روزی کما سکیں۔

(۴)جنگ و جدل:

غربت اور بے روزگاری کی چوتھی وجہ جنگ و جدل ہے چنانچہ جنگ عظیم دوم کے نتیجے میں صرف امریکا میں چالیس لاکھ افراد بے روزگار ہوئے۔[(5)] اسی طرح افغان جنگ اور عراق جنگ کے نتیجے میں لاکھوں افراد بے روزگار ہوئے۔ زمانہ جنگ میں خوف و دہشت کے مارے نہ تو کوئی مزدوری کر سکتا ہے اور نہ سرمایہ کاری کر سکتا ہے، اور جو اس جنگ کی بھینٹ چڑھ کر مر جاتا ہے اس کے زیرِ کفالت افراد بے روزگاری اور غربت کی لکیر کے نیچے آجاتے ہیں جس سے غربت بڑھتی ہے۔

(۵)ہجرت اور ترک وطن:

بے روزگاری اور غربت کی ایک وجہ ہجرت اور ترکِ وطن بھی ہے۔ اسلام کے شروع میں ہجرتِ حبشہ و مدینہ کے نتیجے میں بھی صحابہ بے روزگار ہوئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حل کے لیے فوری اقدام کیا۔ اسی طرح روس کے ساتھ جنگ کے نتیجے میں لاکھوں افغان بھائی، پاکستان اور ایران کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، عراق کی جنگ کی وجہ سے لاکھوں عراقی دیگر عرب ممالک کی

طرف ہجرت کر گئے، اپنے وطن، کاروبار اور زمینوں سے دوری کی وجہ سے لوگ بے روزگار بن گئے۔ قیامِ پاکستان کے نتیجے میں بھی جن مسلمانوں نے پاکستان کی طرف ہجرت کی ان کو بھی بے روزگاری اور غربت کے مسئلے نے آگھیر اتھا۔

غربت کے اسباب:

گذشتہ سطور میں بے روزگاری کے جن کا اسباب کا ذکر گزر چکا، وہ غربت کے بھی اسباب ہیں، ذیل میں غربت کی چند مزید اسباب کا بھی ذکر کیا جارہا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ معاشیین نے یوں تو غربت کے بہت سے اسباب ذکر کیے ہیں لیکن یہاں صرف ان اسباب کو ذکر کیا جارہا ہے جن کا ازالہ حکومت کے بس میں ہے۔ اور جن اسباب کا ازالہ حکومت کی دسترس میں نہیں جیسے قدرتی وسائل کی کمی، ان سے بحث مقصود نہیں۔ البتہ قدرتی وسائل کا کھوج لگانا اور معدنیات معلوم کر کے ان کو نکالنا بہر حال حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(ا) غیر مساوی تقسیم دولت :

روزِ اوّل سے یہ معمول چلا آرہا ہے کہ تمام لوگ درجاتِ معیشت میں یکساں نہیں ہوتے بلکہ بعض غریب اور بعض مالدار ہوتے ہیں اگر یہ تفاوت نہ ہو تو نظامِ زندگی میں بگاڑ آجائے۔ لیکن مالداروں کو مال دے کر اس طرح آزاد نہیں چھوڑا گیا ہے کہ وہ دولت کو بس اپنے ہی پاس رہنے دیں اور غریبوں کو اس میں شریک نہ کریں۔ کنز العمال میں بحوالہ ابن النجار روایت ہے: "أوحى الله إلى موسى بن عمران... ما ألجأت الفقراء إلى الأغنياء أن خزانتي ضاقت عنهم وأن رحمتي لم تسعهم، ولكني فرضت للفقراء في مال الأغنياء ما يسعهم، أردت أن أبلو الأغنياء كيف مسارعتهم فيما فرضت للفقراء في أموالهم، يا موسى، إن فعلوا ذلك أتممت عليهم نعمتي وأضعفت لهم في الدنيا للواحد عشرة أمثالها، يا موسى، كن للفقير كنزا، وللضعيف حصنا، وللمستجير غيثا، أكن لك في الشدة صاحبا وفي الوحدة أنيسا وأكلأك في ليلك ونهارك[6]". یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی، فرمایا اے موسیٰ! میں نے فقیروں اور غریبوں کو اس لیے مجبور نہیں کیا کہ میرا خزانہ ان کے لیے تنگ ہے اور میری رحمت میں ان کے لیے گنجائش نہیں ہے، بلکہ یہ تقسیم اس لیے ہے کہ میں نے مالداروں کے مال میں غرباء کے لیے اتنا حصہ مقرر کیا ہے جو ان کے لیے کافی ہو۔ میں نے ارادہ کیا کہ مالداروں کی آزمائش کروں کہ میں نے ان کے مال میں غریبوں کا جو حصہ مقرر کیا ہے اس بارے میں ان کی روش کیسی ہے ؟ اے موسیٰ! اگر وہ یہ ذمّہ داری پوری کر دیں تو میں ان پر اپنی نعمت تمام کر دوں گا اور دنیا میں ان کو چند در چند بدلہ دے دوں گا ایک کے بدلے میں دس گنا۔ اے موسیٰ! غریبوں کے لیے خزانہ بن کر رہو، کمزور کے لیے قلعہ بن کر رہو اور پناہ چاہنے والوں کے لیے پناہ دینے والا بنو میں سختی میں تمہارا ساتھی اور تنہائی میں تمہارا رفیق رہوں گا اور دن رات تمہاری حفاظت کروں گا۔ اسلام چونکہ دین فطرت ہے جو اپنے قوانین میں کہیں بھی فطری چیزوں کو مٹانا نہیں چاہتا، معیشت میں تفاوت بھی ایک فطری چیز ہے جو بعض تکوینی مصالح پر مبنی ہے، ارشادِ خداوندی ہے: "وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ"[7] ترجمہ: (اور اللہ وہی ذات ہے جس نے) تم میں سے کچھ لوگوں کو دوسروں سے درجات میں بلندی عطا کی، تاکہ اس نے تمہیں جو نعمتیں دی ہیں ان میں تمہیں آزمائے۔ اسی طرح ارشاد ہے: "نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا"[8] ترجمہ: ہم نے دنیوی زندگی میں ان کی روزی کے ذرائع ان کے درمیان تقسیم کر رکھے ہیں اور ہم نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر درجات میں فوقیت دی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔ ان آیات میں تکوینی فرقِ مراتب مراد ہے کہ کوئی

تندرست ہے کوئی بیمار، قوی وکمزور، حاکم ومحکوم اورامیر وغریب وغیرہ اور اس فرق کی علّت بھی بتادی کہ اس سے مقصود انسانوں کی آزمائش ہے کہ زیادہ نعمتوں والا کہاں تک اس کو مالک کی مرضی کے مطابق استعمال کرتاہے اور غریب آدمی کہاں تک صبر وشکر اور قناعت سے کام لیتاہے اور حسد سے بچارہتاہے۔ درجات معیشت میں فرق کی گنجائش تو اسلام میں ہے اور یہ ایک تکوینی امر ہے مگر حق معیشت میں تفاوت کی گنجائش نہیں۔ اسلام درجاتِ معیشت میں بھی تفاوت کو ایک مناسب اعتدال پر قائم رکھنا چاہتاہے اوراس کو بڑھنے سے روکتاہے تاکہ یہ تفاوت بڑھ کر ناخوش گوار واقعات کا باعث نہ بنے۔ اس کو اعتدال پر رکھنے کے لیے اللہ تعالی نے خلیفہ کو بہت اختیارات دیے ہیں جن کو بروئے کار لاکروہ اس مساوات کو قائم رکھے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بناکر بھیجنا چاہاتوایک ذمہ داری یہ بھی بتلائی :"فأخبرهم أن الله قد فرض عليهم صدقة تؤخذ من أغنيائهم فترد على فقرائهم[9]". ترجمہ: پس ان کو بتلادو کہ اللہ تعالی نے ان پر صدقہ فرض کیاہے جو ان کے مالداروں سے لے کر انہی کے فقراء میں تقسیم کیا جائے گا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد کے خلیفہ کو وصیت کرتے ہوئے کہا:"وأوصيه بالأعراب خيرا؛ فإنهم أصل العرب ومادة الإسلام، أن يؤخذ من حواشي أموالهم ويرد على فقرائهم[10]". یعنی میں اسے اعراب کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتاہوں اس لیے کہ وہ عرب کی اصل اوراسلام کے لیے مدد کا ذریعہ ہیں کہ ان کی درمیانی اموال میں سے لے کر ان کے فقراء کو دیاجائے گا۔

اسلام حقِ معیشت میں انصاف، مواسات، ہمدردی اور غم خواری کی تعلیم دیتاہے، اسلام اس طرزِ عمل کا مخالف ہے کہ کچھ لوگ تو عیش وعشرت کی زندگی گزاریں اور بعض کی مفلسی اس قدر بڑھ جائے کہ ان کو کپڑے تک میسر نہ ہوں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ مضر کے کچھ لوگ اس حالت میں تشریف لائے کہ ننگے پاؤں، ننگے جسم، دھاری دار چادریں پہنے ہوئے اور تلواریں لٹکائے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ان کی خستہ حالی دیکھ کر متغیر ہوگیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے آذان دِلواکے نماز پڑھائی اور پھر صحابہ کرام کو اپنے بھائیوں کی مدد کی ترغیب دی کہ جس کے پاس جو کچھ بھی ہو اس میں سے صدقہ کردے، بس اتنا سنناتھا کہ صحابہ کرام دوڑ پڑے اور تھوڑی دیر میں خوراک اور کپڑوں کے دو ڈھیر جمع ہوگئے راوی فرماتے ہیں:"رأيت وجه رسول الله ﷺ يتهلل كأنه مذهبة[11]". کہ فقراء کی ضرورت کو پورا ہوتے اور صحابہ کرام کے اس جذبہ اخوّت کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے یوں کِھل اُٹھا کہ گویا وہ سونے کا ایک ٹکڑا ہے۔ اسلام امیری اور غربت کے طبقاتی احساس کو ختم کرکے اخوت، ہمدردی، خیر خواہی اور غمخواری کا ماحول پیدا کرتاہے۔ اسلام ایسے انسانی معاشرے کا خواہاں ہے، جس میں امراء اور غرباء میں باہمی تعاون اور ہمدردی کی ایسی فضاء قائم رہے کہ غریب کو اپنی غربت کا احساس نہ ہونے پائے اور اس کی جملہ ضروریات باحسن طریقہ پوری ہوتی رہیں اوران کے دل میں امراء کے خلاف آتشِ حسد نہ بھڑکے اور معاشرے کے افراد محبت، اطمینان اور سکون سے زندگی گزاریں۔ اس سلسلے میں حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ خلافت راشدہ کی تقلید کرتے ہوئے زکوٰۃ وعشور اور صدقات کا انتظام سنبھالے، اس کے لیے دیانتدار عملہ متعین کرے اور صحیح طریقے سے اس کی تقسیم کریں تاکہ ہر غریب اور مستحق کو اس کا یہ حق آسانی سے ملے۔ سابق صدرِ پاکستان جنرل ضیاء الحق نے زکوٰۃ کی وصولی کا قانون اگرچہ لاگو کیا تھا مگر اس کے نتیجے میں صرف بنک اکاؤنٹس میں موجود رقم سے زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے جب کہ مالداروں کے پاس موجود دیگر اموالِ تجارت اور دیگر نقدی بغیر زکوٰۃ دیے رہ جاتی ہے۔ اسی طرح فصلوں کے عشر کی وصولی کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے اور بعض لوگ زکوٰۃ کی کٹوتی کے ایام آنے سے قبل ہی رقم نکال لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے اسی صورتحال کی طرف ان پندرہ گناہوں میں اشارہ کیاہے:"إذا فعلت أمتي خمس عشرة خصلة حل بها البلاء"یعنی جب میری امت پندرہ گناہ شروع کر دے گی تو عذاب ان کا مقدّر ٹھہرے گی۔اوران پندرہ خصلتوں میں سے ایک یہ ذکر کی:"والزكاة مغرما[12]". یعنی زکوٰۃ کو باعث تاوان سمجھا جانے لگے۔ اس لیے حکومت اس بات کی ذمہ دار ہے کہ وہ اس کے لیے ایسانظام بنادے کہ ہر کوئی زکوٰۃ دے اور کوئی بھی بچ کر نہ نکل سکے اور نہ دینے والوں کے خلاف تأدیبی کاروائی کرے۔اس حکم کی اسلام نے اس حد تک تاکید کی ہے کہ اگر کوئی زکوٰۃ دینے سے انکار کرے تو ان کے خلاف جہاد بھی کیا جاسکتا ہے۔چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب فتنوں نے سر اٹھایااور بعض لوگ زکوۃ کاانکار کر بیٹھے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیااور فرمایا:"والله لو منعوني عقالاً كانوا يؤدونه إلى رسول الله ﷺ لقاتلتهم على ذلك[13]".ترجمہ:اللہ کی قسم!اگر انہوں نے مجھ سے معمولی رسی بھی روک لی جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں اس پر بھی ان سے لڑوں گا۔

(۲)پست استعدادِ کار:

غربت کادوسرا سبب پست استعدادِ کار ہے۔ترقی پذیر ممالک کے لوگ زیادہ تر ناخواندہ، قدامت پرست، غیر ہنر مند اور تساہل پسند ہوتے ہیں اس لیے ان کے استعدادِ کار کا معیار بہت گھٹیا اور پست ہوتا ہے جس کی وجہ سے ملکی وسائل کا بھرپور استعمال نہیں ہوتا جس سے غربت بڑھتی جاتی ہے۔اس ضمن میں حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ لوگوں میں تعلیم عام کرے، تعلیم کو سہل الحصول بنائے، عوام کو ہنر سکھانے کا بندوبست کرے۔ اسلام بھی لوگوں کے بے کار بیٹھنے اور دوسروں کی آمدنی پر نظر رکھنے کو ناپسند کرتا ہے اور خود اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانے کی ترغیب دیتا ہے۔امام محمد نے "کتاب الکسب" کی ابتداء میں کسب معاش کے فضائل بیان کیے ہیں، جن میں سے چند کو ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:یک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے:"طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة [14]".ترجمہ: دیگر فرائض کے بعد حصولِ رزقِ حلال بھی ایک فریضہ ہے-اسی طرح ایک اور حدیث میں وارد ہے:"اطلبوا الرزق من خبايا الأرض[15]".ترجمہ:زمین کی پنہائیوں میں رزق تلاش کرو۔ اسی طرح ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیاتو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کواس کے ہاتھ میں درشتگی محسوس ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا، سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کے لیے اپنے باغ میں کدال اور پھاوڑے مارتا ہوں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دونوں ہاتھ چومے اور فرمایا: "كفان يحبهما الله[16]".کہ یہ ہاتھ اللہ تعالی کو بہت پیارے ہیں۔ اوراسی فضیلت کے اظہار کے لیے اللہ تعالی نے سورہ مزمّل کی آخری آیت میں تجارت کرنے والوں کو جہاد کرنے والوں پر مقدم کیاہے: وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللهِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ[17] ترجمہ:(اللہ کو علم ہے کہ) تم میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لیے زمین میں سفر کر رہے ہوں گے،اور کچھ ایسے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہوں گے۔اوراسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسبِ معاش کے درجے کو درجہ جہاد پر مقدم رکھتے تھے۔ امام محمد ان کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں :"وقد كان عمر بن الخطاب يقدّم درجة الكسب على درجة الجهاد[18]".اسی طرح صحیح بخاری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاارشاد منقول ہے :"ما أكل أحد طعاماً قط خيراً من أن يأكل من عمل يده، وإن نبي الله داود عليه السلام كان يأكل من عمل يده[19]".یعنی آدمی کے لیے سب سے بہتر کھانااس کے اپنے ہاتھ کا

کمایا ہوا ہے، اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کا کمایا ہوا کھاتے تھے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: "لأن يحتطب أحدكم حزمة على ظهره خير له من أن يسأل أحداً فيعطيه أو يمنعه[20]" یعنی آدمی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کی گٹھڑی لا کر بیچتا رہے یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے پھر وہ اسے کچھ دے یا نہ دے۔ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح حدیث مروی ہے: "لأن يأخذ أحدكم أحبله خير له من أن يسأل الناس[21]". چنانچہ اپنے ہاتھ سے کمانا یہ انبیاء کا شیوہ ہے، امام محمد نے مختلف انبیاء اور ان کے ذرائع معاش ذکر کیے ہیں کہ نوح علیہ السلام ترکھان تھے، ادریس علیہ السلام درزی تھے، ابراہیم علیہ السلام کپڑے کی تجارت کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے: "عليكم بالبز فإن أباكم كان بزازاً يعني الخليل عليه السلام". ترجمہ: کپڑے کی تجارت اختیار کرلو اس لیے کہ تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی یہی تجارت کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام زرہیں بنایا کرتے تھے، حضرت زکریا علیہ السلام ترکھان تھے۔[22]

ان احادیث سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ کسبِ معاش کے بغیر فارغ بیٹھا رہنا اسلام کی نظر میں پسندیدہ نہیں ہے۔ بلکہ اسلام خود اکتسابی کی ترغیب دیتا ہے سستی کا مخالف ہے۔ اس لیے حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو بے کار نہ رہنے دے اور لوگوں میں خود اکتسابی کا شعور اجاگر کرے۔

(۳) ناقص منصوبہ بندی:

غربت کی تیسری وجہ حکومت کی ناقص منصوبہ بندی ہے جس کی وجہ سے ملکی وسائل کے بجائے غیر ملکی وسائل پر بھروسہ کیا جاتا ہے، خام مال برآمد کرکے مصنوعات درآمد کی جاتی ہے جس سے قومی ترقی رک جاتی ہے، فی کس آمدنی کم ہو جاتی ہے اور غربت کی شرح بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اسلام خود انحصاری کی ترغیب دیتا ہے اس لیے ممکنہ حد تک بیرونی مصنوعات کی بجائے ملکی مصنوعات کو فروغ دینا چاہیے، عوام میں شعور اجاگر کرنا چاہیے کہ وہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مصنوعات کے بجائے ملکی مصنوعات استعمال کریں۔ اسی طرح حکومت اس کے لیے طویل المیعاد پایہ دار منصوبہ بندی کرے اور پھر اس پر عمل درآمد بھی یقینی بنائے۔

(۴) مالداروں کی غفلت:

غربت کی ایک اور اہم ترین وجہ یہ ہے کہ معاشرے میں توازن برقرار رکھنے کے لیے اسلام نے صاحب ثروت لوگوں پر بہت ساری ذمہ داریاں عائد کی ہیں جن سے اگر مالدار دیانت داری سے عہدہ برآ ہوں تو غربت کا یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ لیکن حکومت کی غفلت اور صاحب استطاعت کی ہوسِ زر کے باعث مالدار لوگ اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کرتے جس سے یہ مسئلہ حل ہونے کا نام نہیں لے رہا۔ غربت کی اسی سبب کو صراحت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إن الله فرض على أغنياء المسلمين في أموالهم بقدر الذي يسع فقراءهم ولن تجهد الفقراء إذا جاعوا وعروا إلا بما يصنع أغنياؤهم، ألا وإن الله يحاسبهم حساباً شديداً ثم يعذبهم عذاباً أليماً[23]". ترجمہ: اللہ تعالی نے مسلمان اغنیاء کے مالوں میں اتنی مقدار فرض کر دی ہے جس سے ان کے حاجت مندوں کی ضروریات پوری ہوتی ہوں۔ اور فقراء کبھی بھی بھوکے یا ننگے ہو کر مشقت میں نہیں پڑتے مگر ان اغنیاء کے کردہ جرائم کی وجہ سے۔ خبردار! اللہ تعالی ان سے سخت حساب لے گا اور ان کو دردناک

عذاب دے گا۔ اس لیے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ واجبی حقوق خود مالداروں سے وصول کرے اوران میں نفلی صدقات اور غریبوں کی کفالت کا شعور اجاگر کرے۔

(۵) دولت کا بے جاخرچ:

غربت کی ایک وجہ بے جاخرچ بھی ہے، مالدار لوگ شادی بیاہ، غمی، خوشی اور سماجی رسومات پر بے تحاشہ دولت خرچ کر دیتے ہیں حالانکہ یہ رقم غریبوں کی فلاح و بہبود پر اگر صرف کی جائے اور کفایت شعاری سے کام لیاجائے تواس سے غربت میں بہت حد تک کمی واقع ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالی نے مالداروں کو مال کے خرچ کرنے میں آزاد نہیں چھوڑا، بلکہ ضرورت کے وقت خرچ نہ کرنے یعنی "تقتیر" سے بھی منع کیاہے اور صحیح جگہ پر زیادہ خرچ کرنے یعنی "اسراف" سے بھی منع کیاہے اور بالکل غلط جگہ خرچ کرنے سے بھی ممانعت فرماکرمال کو حدود وقیود کے اندر بند کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا"[24] ترجمہ: اور فصل کی کٹائی کے دن اللہ کا حق ادا کیا کرو، اور فضول خرچی نہ کرو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرچ کرنے میں میانہ روی کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: "الاقتصاد في النفقة نصف المعيشة[25]". یعنی خرچ کرنے میں میانہ روی سے کام لینا آدھی معیشت ہے۔ اسی طرح مالداروں کے علاوہ سرکاری لوگ بھی غیر ضروری کاموں میں بہت زیادہ خرچ کرتے ہیں، اشیائے ضروریہ سے زیادہ مال اشیائے تعیّش پر خرچ ہوتا ہے بااقتدار طبقہ عوام کے اس جمع کردہ ٹیکس کو جو ان کے خون پسینہ سے سینچا گیاہوتا ہے اس کو مالِ مفت، دلِ بے رحم کا مصداق بناکر اپنی شہ خرچیوں کی نذر کر دیتے ہیں۔ اسلام اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ عوام تو بھوکے مریں اور حکمران طبقہ ان کی زخموں پر نمک چھڑک کر اپنی عیش پرستیوں اور رنگ رلیوں میں مصروف رہیں۔ اسلام حکمرانوں کو کفایت شعاری کی ترغیب دیتا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود دونوں جہانوں کے سردار ہونے کے اختیاری فقر کو ترجیح دی اور باوجود یہ کہ مکہ کے پہاڑ آپ کے لیے سونے کے بنائے جاسکتے تھے، مالداری پر فقر کو ترجیح دی اور دعا کی: "اللهم أحيني مسكيناً وأمتني مسكيناً واحشرني في زمرة المساكين[26]". ترجمہ: اے اللہ مجھے مسکین بن کر جینا اور مرنا نصیب کر دے اور قیامت کے دن میرا حشر مسکینوں کے زمرے میں کر دے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درونِ خانہ زندگی کی ایک جھلک ان احادیث میں دیکھی جاسکتی ہے۔

1- عن عائشة، قالت: كان فراش رسول الله ﷺ من أدم وحشوه من ليف.

2- وعنها، قالت: ما شبع آل مُحَمَّد ﷺ منذ قدم المدينة من طعام بر ثلاث ليال تباعا.

3- وعنها، قالت: كان يأتي علينا الشهر ما نوقد فيه ناراً إنما هو التمر والماء إلا أن نؤتى باللحيم.

4- عن عروة، عن عائشة رضی اللہ عنہا أنها قالت لعروة: ابن أختي، إن كنا لننظر إلى الهلال ثلاثة أهلة وما أوقدت في أبيات رسول الله ﷺ نار، فقلت: ما كان يعيشكم؟، قالت: الأسودان، التمر والماء، إلا أنه قد كان لرسول الله ﷺ جيران من الأنصار كان لهم منائح وكانوا يمنحون لرسول الله ﷺ فيسقيناه.

5- عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: "اللهم ارزق آل مُحَمَّد قوتاً[27]".

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے ہجرت کے بعد تین دن مسلسل کبھی بھی گندم کی روٹی نہیں کھائی، کبھی ایک ماہ تک اور کبھی تین ماہ تک آپ کے گھر چولھا نہیں جلتا

تھا، آپ کھجور اور پانی سے گزارہ کیا کرتے تھے اِلّا یہ کہ کہیں سے دودھ یا گوشت آجاتا۔ بلکہ آپ نے خود اپنے اہل وعیال کے لیے رزق کی تنگی کی دعا کی۔

(٦) کرپشن اور بد دیانتی:

غربت کا ایک اوراہم سبب سرکاری سطح پر کرپشن اور بد دیانتی ہے ہر مقتدر فرد اپنے ادارے اور محکمے میں جب بد دیانتی سے کام لینا شروع کردے اور عوام کے مال کو شیر مادر سمجھے تو پھر غربت جنم لیتی ہے۔ پاکستان بھی بد قسمتی سے اس صورتحال سے دوچار ہے، ہر محکمے میں رشوت ستانی کا دور دورہ ہے جس سے عوام کی مایوسی اور غربت میں مزید اضافہ ہورہاہے۔ قرآن کریم میں اس صورت حال سے بچنے کے لیے ارشاد ہوا:"وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ"[28] ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقوں سے نہ کھاؤ، اور نہ ان کا مقدّمہ حاکموں کے پاس اس غرض سے لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کوئی حصّہ جانتے بوجھتے ہڑپ کرنے کا گناہ کرو۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ"[29] اسی طرح حضو راکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"لعنة الله على الراشي والمرتشي[30]". ترجمہ: رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ سی طرح حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : "بعثني رسول الله ﷺ إلى اليمن، فلما سرت أرسل في إثري، فرددت، فقال: أتدري لم بعثت إليك؟، لا تصيبن شيئا بغير إذني؛ فإنه غلول، ومن يغلل يأت بما غل يوم القيامة، لهذا دعوتك، فامض لعملك[31] ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا، جب میں روانہ ہوا تو آپ نے مجھے دوبارہ بلوایا، اور پوچھا: کیا تمہیں علم ہے کہ میں نے آپ کو کیوں بلایا؟ پھر فرمایا: کہ میری اجازت کے بغیر کوئی بھی اجتماعی چیز مت لینا، اس لیے کہ یہ خیانت ہے اور جو خیانت کرے وہ اس چیز کو قیامت کے دن لیتا آئے گا، پھر فرمایا: اس لیے میں نے آپ کو بلایا تھا اب اپنی مہم پر روانہ ہو جاؤ۔ اس سلسلے میں حکومت کو چاہیے کہ وہ محکمہ احتساب کا قیام عمل میں لائے اوراس کو فعال بنائے اور ہر صاحبِ اقتدار کی دیکھ بھال کرے اور عوام کے مال کو ان سے بچائیں۔ اسی طرح غربت اور بے روز گاری کے خاتمہ کے لیے مندرجہ بالا اسباب کا خاتمہ یقینی بنائے، اور اسلامی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اس کا مستقل علاج کرے۔

بے روز گاری اور غربت کا اسلامی حل:

بے روز گاری اور غربت کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے اسلام نے اس بات پر زور دیاہے کہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کرنہ رہے بلکہ لوگوں کے درمیان گردش کرتی رہے، اس سلسلے میں اسلام نے بہت سے احکام اور عملی اقدامات صادر کیے ہیں جن سے اس مسئلے پر قابو پایا جاسکتاہے، جن میں چند یہ ہیں:

(١) صدقاتِ واجبہ:

صدقات واجبہ سے مراد زکوۃ، عشر، خمس، صدقہ فطر، نذور، کفارات اور دیگر لازمی صدقات ہیں۔ اسلام نے مال خرچ کرنے کو غربت کا حل ٹھہرایا ہے اسلام اس بات کا تو متحمل ہے کہ ایک آدمی کی ملکیت میں زیادہ مال ہو مگر اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مال صرف اسی کے پاس ٹھہرا رہے اوردوسرے لوگ اس کے فائدے سے محروم، مجبوری کی حالت میں زندگی گزاریں۔ اسلام گردشِ دولت کو چاہتاہے، ارشاد ربانی ہے:"كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ"[32] کہ یہ مال صرف مالدار طبقہ میں گردش کرتا نہ پھرے۔ اسلام نے اس

گردشِ دولت کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بعض صدقات کو واجب قرار دیااور بعض کی ترغیب دی اور اس پر ثواب کاوعدہ کیااور باہمی تکافل کے لیے ایسانظام پیش کیا کہ اگر اس پر صحیح معنوں میں عمل کیاجائے تو کوئی غریب اور بھکاری نہ رہے۔

(۲)صدقاتِ نافلہ:

بعض صدقات ایسے ہیں جن کواسلام نے واجب تونہیں ٹھہرایالیکن اس کی ترغیب دی، اس پر اجرِ عظیم کاوعدہ کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے عملی نمونے پیش کیے، سخاوت کی ترغیب دی گئی اور بخل کی مذمت کی گئی تاکہ مالداروں کی مال سے محبت پیدانہ ہواور وہ اسے صرف اپنی ذات تک محدود نہ رکھیں۔

(۳) قانونِ وراثت:

دولت کو گردش میں رکھنے کے لیے اسلام نے قانون وراثت وضع کیا تاکہ مال پر صرف میت کے بیٹے کاقبضہ نہ ہو بلکہ دیگر قریبی رشتہ دار بھی اپنے حصوں کے مطابق مستفید ہوں، اس کے لیے اسلام نے میراث کے اصول و قواعد وضع کیے اور میت کے مال میں ہر شرعی وارث کاحصہ مقرر کیا۔

(۴)سودی معیشت کا قلع قمع:

اسلام نے سرمایہ دارانہ نظام کے اصل بنیاد سود کو قطعی حرام قرار دیااور بہت شدت سے مسلمانوں کواس سے منع کیابلکہ سود لینے کواللہ تعالی سے جنگ کے مترادف قرار دیاارشادربانی ہے:"فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ"[33] ترجمہ: پھر بھی اگر تم ایسانہ کروگے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قباحت واضح کرنے کے لیے فرمایا:"الربا سبعون حوبا أيسرها أن ينكح الرجل أمه[34]". یعنی سود ستّر قسم کے گناہوں کا مجموعہ ہے۔سب سے کم تر گناہ اپنی ماں سے زنا کے برابر ہے۔

(۵) قرض حسنہ کی ترغیب:

معاشرے میں جو افراد سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے بے روزگار ہوتے ہیں ان میں سے اکثر روزگار کی صلاحیت رکھتے ہیں مگر وہ سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے کام نہیں کرسکتے۔ اس کے لیے اسلام نے ذی استطاعت لوگوں کو قرضِ حسنہ کی ترغیب دی، اوراس کو اجر وثواب کاذریعہ قرار دیااور اسے صدقہ قرار دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:"كل قرض صدقة[35]".اسلام نے معاشرے کے متموّل افراد کو ترغیب دی کہ وہ بغیر کسی لالچ وطمع اور بغیر کسی سود کے غریبوں کوان کی استطاعت تک قرضِ حسنہ فراہم کریں۔

(۶)اجارہ داری کاخاتمہ:

اسلام نے معاشی کامیابی کی راہ میں حائل رکاوٹوں اوراس کے لیے مضر چیزوں میں سے اجارہ داری کو بھی ناجائز قرار دیاہے۔ اجارہ داری کے تحت اسلام نے تلقی الجلب اور ذخیرہ اندوزی کوناجائز قرار دیاہے ذخیرہ اندوزی کرنے والا دولت کے ذخائر اپنے پاس سنبھال لیتاہے اور مصنوعی بحران پیداکر کے خاص نرخ لوگوں پر مسلط کرتاہے اس سے مسلمانوں، خاص طور سے غریبوں کو سخت نقصان پہنچتاہے اس لیے اسلام نے اس کوناجائز قرار دیاہے۔

(۷)فضول خرچی کی ممانعت:

غریبوں کے معاشی تحفظ کے لیے اسلام نے مالداروں کو حکم دیاہے کہ وہ اپنے مال کو ضروریات ہی میں خرچ کریں اور بلاضرورت خرچ نہ کریں۔ ہمارے وطنِ عزیز میں ایک طرف لوگوں کی اکثریت خطِّ غربت کے نیچے زندگی گزار رہی ہے تو دوسری طرف ملک کی محدود اقلیت وسائل معاش پر قابض ہے اوراپنی اس دولت میں محروم لوگوں کو شریک کرنے کی روادار نہیں اور نہ ان کو اپنے فرضِ منصبی کا احساس ہے۔ غریبوں کی فلاح وبہبود کے لیے رفاہی کام میں تو ایک پائی دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے لیکن شادی اور نمود ونمائش کے دیگر مواقع پر تشہیر کے لیے کروڑں روپے خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اسلام نے اس طرز عمل کی مخالفت کی اوراسراف وتبذیر سے منع فرمایاہے ارشادربانی ہے: "كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا"[36] ترجمہ: کھاؤپیو اور فضول خرچی نہ کرو۔ دوسری جگہ ارشادہے: "وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا، إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ"[37] ترجمہ: اور اپنے مال کو بیہودہ کاموں میں نہ اڑاؤ۔ یقین جانو کہ جو لوگ بیہودہ کاموں میں مال اڑاتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں۔ اسی طرح فرمایا:"وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا"[38] ترجمہ: اور نہ تو (ایسے کنجوس بنو کہ) اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر رکھو، اور نہ (ایسا فضول خرچ کہ) ہاتھ کو بالکل ہی کھلا چھوڑ دو، جس کے نتیجے میں تمہیں قابلِ ملامت اور قلاش ہو کر بیٹھنا پڑے۔ اور نیک بندوں کی صفات ذکر کرتے ہوئے فرمایا:"وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا"[39] ترجمہ: (اور رحمن کے بندے وہ ہیں) جو خرچ کرتے ہیں تو نہ تو فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں، بلکہ ان کا طریقہ اِس (افراط وتفریط) کے درمیان اعتدال کا طریقہ ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالی نے بندوں کو ہدایات دی ہیں کہ جہاں خرچ کرنے کی جگہ نہ ہو اس میں خرچ نہ کیا کرو اور جو جگہ خرچ کرنے کی ہو اس میں بخل سے کام نہ لیا کرو۔

نتائج اور حکومت کی ذمہ داریاں:

نہایت مضر ہونے کے باوجود بے روزگاری کا مسئلہ ایسا عقدہ لاینحل بھی نہیں جس کے سلجھانے کے لیے دانشور سوچنا چھوڑ دیں اور حکومت منصوبے بنانا چھوڑ کر خاموش تماشائی بنی رہے، اور نہ ہی اس مسئلے کے حل کے لیے انفرادی کوششیں ثمر آور ہو سکتی ہے بلکہ اس کے لیے حکومت کی نگرانی میں بروقت اقدامات اوراجتماعی کوششوں کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی چند ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

(۱) سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ بے روزگاری کے جن اسباب کا پیچھے ذکر ہو چکا یا اس کے لیے جو وقتی طور پر یا مستقل اسباب پیش آتے ہیں حکومت ان اسباب کا کھوج لگا کر ان کا خاتمہ یقینی بنائے، اجارہ داری اور سود خوری وغیرہ کا خاتمہ کرے۔

(۲) دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ حکومت صدقات واجبہ کی وصولی اوراس کی صحیح تقسیم کو یقینی بنائے کہ اگر خدانخواستہ حکومتی کوششوں کے باوجود بھی کوئی بے روزگاری کے آغوش سے نہ نکل پائے تو اس کی کفالت اس طرح سے کی جائے۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ حکمرانِ ریاست اپنے شہریوں کو روزگار فراہم کیا۔ چنانچہ ایک صحابی جب بھیک مانگنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مال بیچ کر اس کو روزگار کے اوزار خرید کر مزدوری کرنے کا کہا[40]۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل اس دور کے حکمرانوں کے لیے ایک نمونہ ہے کہ وہ بھی اس ذمہ داری سے نبرد آزما ہوں اوراپنی رعایا کی فلاح وبہبود کی خاطر ان کو روزگار فراہم کریں۔

(۴)دیکھا یہ گیا ہے کہ ہمارے شہری علاقوں میں تعلیم یافتہ افراد میں بے روزگاری زیادہ ہے اس لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ فنی اداروں کا قیام عمل میں لائے اور سکول وکالج اور یونیورسٹیوں میں نظری علوم پڑھانے کے ساتھ ساتھ فنون اور ہنر سکھانے پر بھی زیادہ توجہ دی جائے تا کہ ہر طالب علم، علم کے ساتھ ساتھ کسی فن یا ہنر سے بھی واقف ہو اور ضرورت کے وقت وہ اس سے کام لے سکے۔

(۵) اس سلسلے میں ایک ذمہ داری یہ بھی بنتی ہے کہ دیہی سطح پر دستکاری سنٹرز اوردیگر فنون سکھانے کے مراکز قائم کرے۔

اس لیے جو پردہ نشین خواتین گھروں میں فضول بیٹھی رہتی ہیں پردے کا لحاظ رکھتے ہوئے دستکاری سنٹرز قائم کر کے ان کو کپڑے سینا، گل کاری کرنا، اور اس جیسے عملی کام سکھائے جائیں تا کہ وہ بھی فارغ اوقات میں باپردہ ہو کر گھر میں بیٹھے بیٹھے کچھ کسبِ معاش کر سکیں۔

(٦) یہ امر مسلّم ہے کہ عام طور پر بے روزگار آدمی خود روزگار کر کے باعزت طریقے سے روزی کمانا چاہتا ہے لیکن اسے موقع میسر نہیں ہوتا۔ اکثر اوقات اس کو یہ عذر ہوتا ہے کہ اس کے پاس سرمایہ اور نقدی نہیں ہوتی اگر وہ سودی قرضہ لے تو حرمت کے ساتھ ساتھ اس میں ادائیگی کی سکت بھی نہیں ہوتی اور معاشرے کے افراد اس کو قرضِ حسنہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ ایسے میں حکومت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ان کو حالتِ وسعت تک سرکاری خزانہ سے مال بطورِ قرضِ حسنہ فراہم کرے۔

(٧) اسی طرح حکومت کو چاہیے کہ اقتصادی ترقی کے منصوبوں کے ذریعے روزگار کے لیے مواقع پیدا کرے، مزید صنعتیں قائم کرے تا کہ مزید لوگوں کو روزگار پر لگایا جا سکے۔

(٨) اندرون ملک فنی تربیت(Technical Training) کے ادارے قائم کیے جائیں جو مختلف ہنر اور فنوں کی تربیت کی سہولتیں فراہم کرے۔

(٩) بنجر زمینوں کو زیرِ کاشت لانے کے لیے مہم چلائی جائے اور بے روزگار لوگوں کو زراعت کی ترقی پر لگا دیا جائے۔

(١٠) کسبِ معاش کی ترغیبات پر مستقل لیٹریچر اور مواد تقسیم کیے جائیں جو قرآن وحدیث اور کسبِ معاش کی اسلامی تعلیمات پر مشتمل ہو جس سے کاہل اور سست لوگوں میں روزگار کا شوق پروان چڑھے۔

(١١) مائیکروفائنانس(Micro Finance) کے اداروں کو وسعت دی جائے اور اس کے نظام کو بہتر اور اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ بنایا جائے۔

(١٢) اسی طرح بعض بے روزگار افراد کے لیے اگر ملک میں روزگار پیدا کرنا مشکل ہو تو حکومت کو چاہیے کہ ان کو بیرون ملک بھیجنے کا انتظام کرے۔ حکومتِ پاکستان نے اس سلسلے میں اقدامات کی ہیں چنانچہ حکومت کی وساطت اور حوصلہ افزائی سے پاکستانی شہریوں کی ایک بڑی تعداد بیرون ممالک بالخصوص مشرق وسطیٰ کے تیل پیدا کرنے والے ممالک میں روزگار کے حصول کے لیے بھیجی گئی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

1 -https://www.bbc.com/urdu/pakistan-52209087.

4- سہ ماہی منہاج، اسلامی معیشت نمبر، رجب ۱۴۱۲ھ، جنوری ۱۹۹۲ء، ص: ۲۸۱۔

Samahi Minhaj , Islami Magisht number, Rajab 1412 AH, Januri 1992 AH, p: 281.

3- سید خالد محمود ترمذی، بے روزگاری کے مسئلے کا اسلامی حل، ص:۲۷۴-۲۷۸۔

مولانا شمس الحق افغانی، سرمایہ دارانہ واشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ، ص:29-30۔ سہ ماہی منہاج، اسلامی معیشت نمبر، رجب ۱۴۱۲ھ، جنوری ۱۹۹۲ء۔

Seyyed Khaled Mahmoud Tirmidhi, Barozgari k Masla ka Islami Hal, p: 274, 278. Maulana Shams al-Haqq Afghani, Sarmyadarana wa Ishtiraki Nizam ka Islami Magashe Nizam sa Mawazina, p: 29, 30. Samahi Minhaj , Islami Magisht number, Rajab 1412 AH, Januri 1992 AH, p: 281.

4-سید ابوالاعلی مودودی، معاشیاتِ اسلام، بابِ ہفتم، مسئلہ سود، ص۲۶۷-۲۶۹۔

Seyyed Abul-Ala Mawdudi, Magishta Islam, Bab Haftm, Masala Sood, p: 267, 269.

5-سہ ماہی منہاج، جنوری ۱۹۹۲ء، ص: ۲۸۳۔

Samahi Minhaj, Januri 1992 AH, p: 283.

6- كنز العمال، رقم الحديث: 16664، رقم: 487/6.

Kanzul Aleumal, raqmul Hadis: 16664, raqam: 6/487.

7- الأنعام: 165.

Alangam: 165.

8- الزخرف: 32.

Alzukruf: 32.

9- صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب أخذ الصدقة من الأغنياء، ص: 202/1.

Sahih Albukhari, kitab alzakati, bab 'akhdh alsadaqat min alaghniya, p: 1/202.

10- صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب قصة البيعة والاتفاق على عثمان، ص: 524/1.

Sahih Albukharii, kitab almanaqib, bab qisat albayeat waliatifaq gala Usman, p: 1/524.

11- صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة، ص: 227/1.

Sahih Muslim, kitab alzakat, bab alhis gala alsadaqa, p: 1/227.

12- سنن الترمذي، كتاب الفتن، ص: 44/2.

Sunan Altirmizi, kitab alfitan, p: 2/44.

13- صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، ص: 1082/2.

Sahih Albukhari, kitab aliaetisam bialkitab walsunnah, bab aliaqtida' bisunan rasul Allah salaa allah ealayh wasalama, p: 2/1082.

14- السنن الكبرى، كتاب الإجارة، باب كسب الرجل وعمله بيده، رقم الحديث: 12030، ص: 128/6.

Alsunan Alkubraa, kitab al'iijarati, bab kasb alrajul waeamalih biadihi, raqm alhadis: 12030, p: 6/128.

15- شعب الإيمان، التوكل بالله عز وجل، رقم الحديث: 1233، ص: 78/2.

Shaeb Al'iiman, altawakul biallah eaza wajal, raqm alhadis: 1233, p: 2/78.

16- الإمام محمد بن الحسن الشيباني، كتاب الكسب، الكسب حكمه وفضله، ص: 72.

Al'iimam Muhamad bin alhasan alshaybani, kitab alkasb, alkasb hakmuh wafadlahu, p: 72.

17- المزمل: 20.

Almuzamil: 20.

18- الإمام محمد بن الحسن الشيباني، كتاب الكسب، ص: 72.

Al'iimam Muhamad bn alhasan alshaybani, kitab alkusba, p: 72.

19- صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، ص: 278/1.

Sahih Albukhari, kitab albuyuei, bab kasb alrajul waeamalih biadihi, si: 1/278.

20- المرجع السابق.

Ibid.

21- المرجع السابق.

Ibid.

22- كتاب ا لكسب، ص: 76.
Kitab A likasbi, p: 76.
23- المعجم الصغير للطبراني، ص: 162/1.
Almuejam Alsaghir liltabarani, p: 1/162.
24- الأنعام: 147.
Alangam:147.
25- شعب الإيمان، باب الاقتصاد في النفقة، رقم الحديث: 6568، ص: 255/5.
Shuab al'iiman, bab aliaqtisad fi alnafaqati, raqm alhadis: 6568, p: 5/255.
26- سنن الترمذي، كتاب الزهد، باب: إن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنيائهم، ص: 60/2.
Sunan Altirmidhi, kitab alzuhi, bab: iina fuqara almuhajirin yadkhulun aljanat qabl aghniayihim, p: 2/60.
27- صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي صلي الله عليه وسلم، ص: 956/2.
Sahih Albukhari, kitab alraqaq, bab kayf kan eaysh alnabii saliy allah ealayh wasalama, p: 2/956.
28- البقرة: 188.
Albzqara:188.
29- النساء: 29.
Alnisa: 29.
30- سنن ابن ماجة، كتاب الأحكام، باب التغليظ في الحيف والرشوة، ص: 167.
Sunan abn Majata, kitab al'ahkam, bab altaghliz fi alhayf walrashwata, p: 167.
31- سنن الترمذي، كتاب الأحكام، باب ما جاء في هدايا الأمراء، ص: 248/1.
Sunan Altirmidhi, kitab al'ahkam, bab ma ja' fi hadaya al'umara, p: 1/248.
32- الحشر: 7.
Alhashir: 7.
33- البقرة: 279.
Albzqara:279.
34- سنن ابن ماجة، أبواب التجارات، باب التغليظ في الربا، ص: 164.
Sunan abn Majah, 'abwab altijarat, bab altaghliz fi alriba, p: 164.
35- سليمان طبراني، المعجم الأوسط، من اسمه الحسين، رقم الحديث: 3498، ص: 17/4.
Sulayman Tabrani, Almuejam Al'awsata, min asmihi Alhusaynu, raqm alhadis: 3498, p: 4/17.
36- الأعراف: 31.
Aligraf: 31.
37- الإسراء: 26.
Alisra: 26.
38- الإسراء: 29.
Alisra: 29.
39- الفرقان: 67.
Alrurqan: 67.
40- سنن ابن ماجة، كتاب البيوع، باب بيع المزايدة، ص: 158.
Sunan abn Majata, kitab albuyuei, bab baye almuzayada, p: 158.